



سنبل برتن دھو کر آئی پھر ہاتھ خشک کرتے ہوئے سیل فون اٹھا کر ننھی ہانیہ کے برابر میں لیٹ گئی۔ ہانیہ ابھی سو رہی تھی۔ طلحہ کے اسکول سے آنے میں ابھی وقت تھا۔ والٹس ایپ اسٹیشن چیک کرتے ہوئے بے اختیار اس کی انگلیاں رکیں۔

”واؤ.....“ اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ ”یہ حنا تر کی کب گئی۔“ وہ اب اٹھ کے بیٹھ چکی تھی۔

حنا کی اپنے شوہر کے ساتھ بے حد خوب صورت تصاویر تھیں، جو اس نے اپنے اسٹیشن پر شیئر کی تھیں۔ ایر پورٹ پر جہاز کی آرام دہ سیٹ پر بیٹھے ہوئے بے حد خوش اور زندگی بھر پورا بجوائے کرتے، مختلف پوز بناتے حنا اور اس کا شوہر جن کے عقب میں ترکی کے حسین مناظر تھے۔ وہ ایک کے بعد ایک تصویر دیکھتی، اس کی شادی اپنے اندر جذب کرنی جاری تھی کہ ہانیہ کے رونے کی آواز پر چونکی۔ فون رکھ کر اس نے ہانیہ کو اٹھایا۔ بے ساختہ مٹھکن اس پر غالب آنے لگی۔

ہانیہ دوبارہ سو گئی تو وہ ٹائم دیکھ کر جلدی سے اٹھی۔ طلحہ کے اسکول سے آنے کا وقت ہونے والا تھا۔ اسے روٹیاں بھی ڈالنی تھیں۔

ہمیں کہیں گئے کتنا عرصہ ہو گیا۔ روٹی ڈالتے ہوئے اس نے بے ساختہ سوچا۔ پچھلے سال سی ویو گئے تھے۔ اسے یاد آیا۔ اپنے تشنہ احساس پر اس نے سر جھٹکا پھر سالن میں چھپ چلائے لگی۔

☆☆☆

ہارون کو چائے دے کر وہ بیڈ کے دوسری طرف آ کر بیٹھی۔ طلحہ کو ہوم ورک کرواتے ہوئے اس نے سیل فون چیک کیا۔ مزے دار سا چاکلیٹ کیک اور خوب صورت سا ہوٹل۔ اس کی کزن حمنہ اپنی بھیا بھی اور بھائی کے ساتھ اپنی سالگرہ سلیمیر میٹ کر رہی تھی۔ فیس بک پر تصویریں شیئر کی تھیں۔ چاکلیٹ کیک اس کی کمزوری تھا۔ وہ محظوظ ہو کر مسکرائی پھر بے ساختہ ہارون سے بولی۔

”ہارون اس سنڈے کسی اچھے سے ہوٹل میں ڈنر کرتے ہیں۔ طلحہ کی برتھ ڈے بھی وہیں منائیں گے۔“

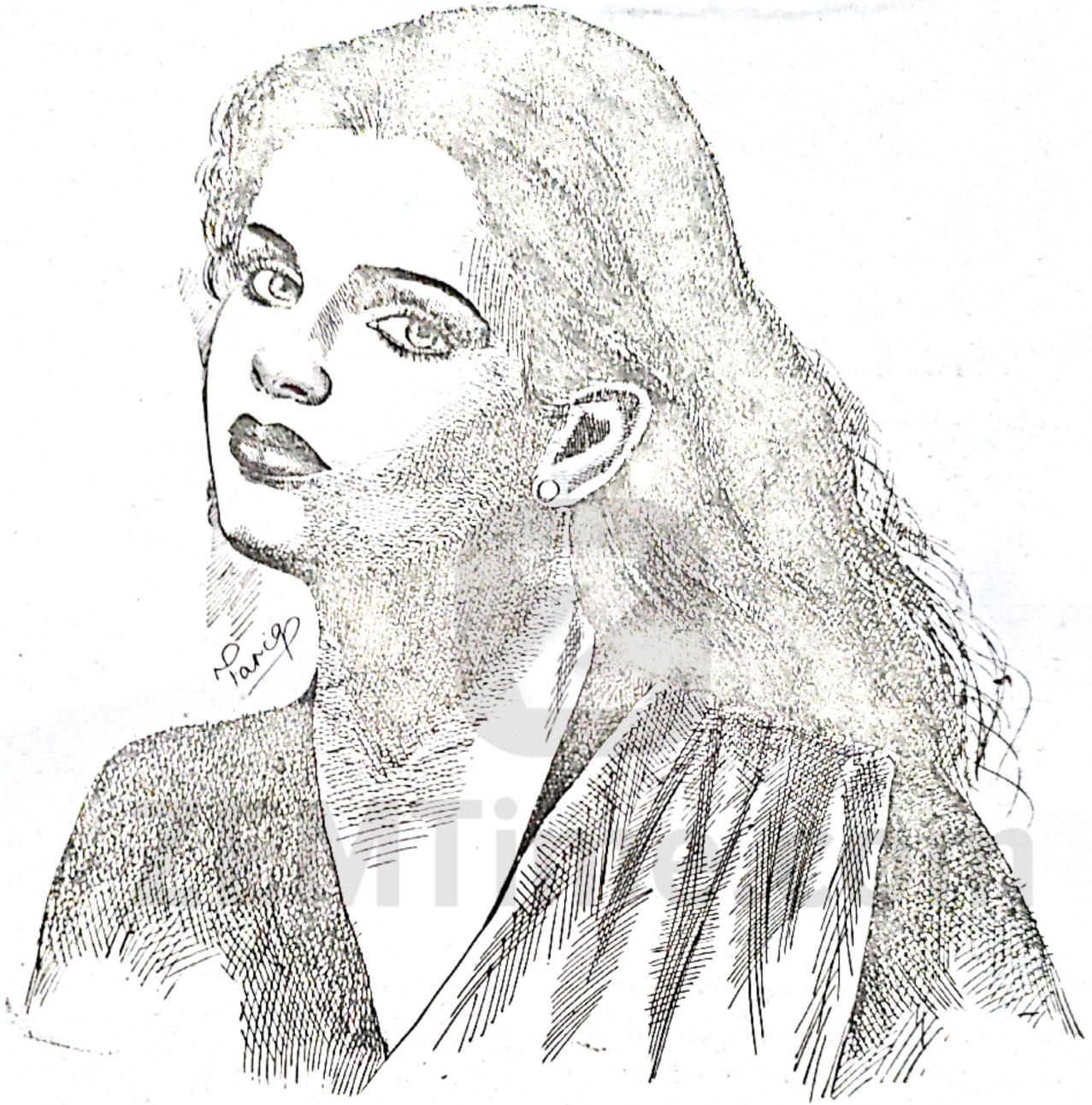
طلحہ سر اٹھا کر دیکھنے لگا۔ ”کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ مہینے کی آخری تاریخیں چل رہی ہیں۔ اچھا سا ہوٹل.....“ ہارون استہزائیہ بولا تو اس پر اس پر گئی۔

”مہینے کی شروع کی تاریخوں میں بھی ہم کون سا کہیں جاسکتے ہیں۔“ اس نے تلخ لہجے میں کہا۔ ہارون سر جھٹک کر دوبارہ موبائل میں کم ہو گیا۔ وہ بھی جلے دل کے ساتھ طلحہ کو ہوم ورک کروانے لگی۔

اگلے دن سارا وقت اس پر بے زاری طاری رہی۔ گھر میں بند رہو، کام کرو، بچے سنبھالو۔ رات کو شوہر سے باتیں سنو اور سو جاؤ۔ یہ ہے ہماری زندگی۔ کلستے ہوئے اس نے سوچا۔

چائے کا آخری کپ دھو کر باسکٹ میں پنچا پھر کمرے میں آ کر ہانیہ کو دیکھا۔ وہ اٹھ گئی تھی۔ اس





تھے مگر پیسے نہیں ہو پاتے۔ اس پر دوبارہ اسی بے  
زاری نے حملہ کیا۔ اس نے بے دلی سے سیل فون  
ایک طرف ڈال دیا۔

☆☆☆

”مما! میرے پاس ایکسٹرا کلرنگ بکس تھیں۔  
وہ آپ مجھے دے دیں۔ میں نے شفاعت سے وعدہ  
کیا تھا کہ اسے دوں گا۔“  
طلحہ کی بات پر اسے یاد آیا کہ گلی میں ایک بیوہ

نے فیڈر بنایا اور اسے پلانے لگی۔  
وائس ایپ فرینڈز گروپ میں بہت سی چیٹ  
جمع ہو گئی تھیں۔ پڑھتے پڑھتے وہ بے ساختہ ہنسنے لگی۔  
سیامہ نے اپنی نئی بلیک کرولا کی تصویریں شیئر کی  
تھیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد اقراء نے اپنی وائٹ مہران  
میں بیٹھی تصویریں شیئر کر دی تھیں۔ اسے اس مقابلے  
بازی پر ہمیشہ سے ہنسی آتی تھی۔ ہنستے ہنستے اسے خیال  
آیا کہ ہارون کتنے عرصے سے گاڑی لینا چاہ رہے



”جی ماما!“ طلحہ خوشی خوشی سر ہلاتا، اس کے سیل فون میں گنگن ہو گیا۔

”ماما! یہ دیکھیں۔ فہد باموں پر اہٹ گئے تھے۔ کتنا می پڑا ہے۔ ہم بھی جائیں گے۔“ طلحہ اسے تصویریں دکھاتا ہوا پلان سے بھی آگاہ کر رہا تھا مگر وہ جانتی تھی یہ ممکن نہیں۔

”طلحہ! آپ کو یاد ہے، پچھلے مہینے میں نے کتنا زبردست پڑا بیک کیا تھا۔ اب دوبارہ ویسا ہی بنائیں گے۔ پھر آپ بھی تصویریں شیئر کیجیے گا کہ یہ میری ماما نے بنایا ہے۔“

وہ اس خودنمائی کے دور میں پروان چڑھتے بچے کو مقابلے کی ایک مثبت راہ سمجھا رہی تھی کیونکہ معاشرے سے کٹ کر بہر حال نہیں رہا جاسکتا۔

”زبردست آئیڈیا۔ وہ پڑا تو میرے دوستوں کو بھی بہت پسند آیا ہے۔“ طلحہ جوش سے کہنے لگا۔

اس نے مسکراتے ہوئے اس سے سیل فون لیا۔ زویا بڑی خوب صورتی کے ساتھ اپنے اسٹینس پر براجمان تھی۔ پریل کلر کا نیا اسٹائل سا ڈریس پہنے۔ نیچے ”کھینکس“ ہی فارما کی فیورٹ کلر اور ڈھیر سارا محبت کا اظہار تحریر تھا۔ وہ ہنس دی۔

زویا اکثر اسے فون کر کے اپنے اور شوہر کے جھگڑوں کا بتاتی رہتی تھی پھر اسے یاد آیا پچھلے مہینے کزن کی شادی پر اس نے اسی رنگ کا اس سے بھی خوب صورت اور قیمتی ڈریس خریدا تھا۔ طمانیت سے مسکراتے ہوئے خوشی اس کے لبوں کے گوشوں سے جھلکی۔

حضرت انسان چاہے تو سکون اس کی اپنی مٹھی میں ہی ہوتا ہے۔

☆☆

عورت اور اس کا چھوٹا سا بیٹا شفاعت رہتا تھا۔ انہوں نے روزمرہ چیزوں کی ایک چھوٹی سی دکان کھولی تھی اور طلحہ وہاں کبھی کبھار چیزیں لینے جاتا تھا۔ کوئی ٹانی، بیل یا بسکٹ اور اسی دوران وہ اس سے وعدہ کر بیٹھا ہوگا۔ اتفاق سے وہ بھی فارغ تھی لہذا فوراً ہی بکس ڈھونڈنے بیٹھ گئی۔ بکس کے ساتھ ہی الماری سے اس کی ایک پرانی ڈائری بھی پھسل کر گری۔

طلحہ تو فوراً کتابیں لے کر چلا گیا۔ وہ ڈائری لے کر بیٹھ گئی۔ کیا وقت تھا۔ کیا پرسکون، فارغ لمحے تھے۔ جب وہ خوب سجا سجا کر اپنی ڈائریاں بھرا کرتی تھی۔ مسکراتے ہوئے وہ لفظوں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ اب تو جیسے زندگی بھاگتی تھی، جسے پکڑنے کی کوشش میں بے حال ہوئے جاے تھے۔

اس نے ایک اور صفحہ پلٹا۔ ”خوش رہنا چاہتے ہو تو ہمیشہ خود سے نیچے والے کو دیکھو۔“ وہ چونکی۔ کیا اعلا بات تھی۔ سونے میں ٹپٹپٹنے والی۔ اسے اقوال پسند تھے۔ ڈھونڈ ڈھونڈ کر دیکھتی تھی۔

ہاں..... یہی کرنا تو چھوڑ دیا ہے۔ اس نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے ڈائری بند کی۔ بس ایک دوڑ ہے خودنمائی کی، مقابلے کی جس میں سبھی چلے جا رہے ہیں۔

اسے یاد آیا پہلے گھر میں بریانی یا برگر بنا کے ہی دل شاد ہو جاتا تھا۔ سمندر کے ٹھنڈے جھونکوں سے روح میں تازگی ہو جاتی تھی تو پھر کب سے یہ سب بے مول لگنے لگا۔ وہ سوچ میں گم تھی۔

”ماما! شفاعت بکس دیکھ کے بہت خوش ہوا اور اس کی امی نے مجھے ٹافیاں بھی دیں۔“ طلحہ ٹافیاں ہاتھ میں لیتے بھاگتا آ گیا۔ سرشاری کے ایک بے ساختہ احساس نے اسے چھوا۔

”طلحہ! میں چکن پلاؤ بناؤں گی۔ ایک پلیٹ آپ شفاعت کے گھر بھی دی آئیے گا۔“ تنبل کچھ خیال آنے پر دھیرے سے بولی۔ اسے پتا تھا، مہینے میں ایک آدھ بار ہی شفاعت کے گھر گوشت پک پاتا ہے۔